Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ

الفضل ربوہ

ایڈیٹر: نسیم سیفی

فون ۴۴۹

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۰/۷۵ | ہفتہ ۲۳ شوال ۱۴۱۰ھ، ۱۹ ہجرت ۱۳۶۹ ہش، ۱۹ مئی ۱۹۹۰ء | نمبر ۱۱۲

مشرقی بلاک دینِ حق کیلئے تیار ہے

"یہ کوئی اندازے نہیں ہیں، تخمینے نہیں ہیں، واقعہ یہ ہے کہ خدا کی تقدیر نے مشرقی بلاک کے ممالک کو (دینِ حق) کو قبول کرنے کے لئے تیار کر دیا ہے۔ بہت سے سینوں کے داغ دھوئے جا چکے ہیں۔ بہت سی غلط فہمیوں اور کج رویوں کے نشان مٹ چکے ہیں، اور اب وہ صاف اور کھلے دل کے ساتھ ایک نئی روشنی کے منتظر اور متلاشی ہیں۔ اور بلا شبہ احمدیت ہی وہ روشنی ہے ۔ جو ان کے دلوں کو مطمئن کر سکتی ہے۔"

(ارشاد سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ ۔ الفضل ۸ مئی ۱۹۹۰ء ص۴ کالم ۱، ۲)

ارشاداتِ عالیہ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"جس طرح پر انسان کا ایک حلیہ ہوتا ہے اور وہ اسی سے شناخت کیا جاتا ہے، اسی طرح پر اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کے صفات بھی ایک طرح پر واقع ہوئے ہیں۔ یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ مختلف مذاہب والے خدا تعالیٰ کی جو شکل اور صفات پیش کرتے ہیں وہ سب کی سب درست ہوں۔ عیسائی، ہندو، چینی ہر ایک جُدا جُدا صفات پیش کرتا ہے۔ پھر کون عقلمند یہ مان لے گا کہ ہر ایک اپنے اپنے بیان میں سچا ہے۔ ماسوا اس کے سچائی کے خود انوار و برکات ہوتے ہیں۔ یہ بھی تو دیکھنا چاہیئے کہ وہ نشانات اور انوار و برکات کس خدا کو مان کر ملتے ہیں اور کس دین میں وہ پائے جاتے ہیں۔ ایک شخص ایک نسخہ کو استعمال کرتا ہے اگر اُس نسخہ میں کوئی خوبی اور اثر ہے تو صاف ظاہر ہے کہ چند روز کے استعمال کے بعد ہی اس کی مفید تاثیریں معلوم ہونے لگیں گی۔ لیکن اگر اس میں کوئی خوبی اور تاثیر نہیں ہے تو خواہ ساری عمر اسے استعمال کرتے جاؤ کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔"

(ملفوظات جلد ہفتم ص۴۲۴)

"یاد رکھنا چاہیئے کہ دنیا میں جس قدر کوئی کسی سے خوف کرتا ہے یا کسی کی طرف رغبت کرتا ہے وہ معرفت کا ثمرہ ہوتا ہے۔ دیکھو اگر کسی کو یہ معلوم ہو کہ اس سوراخ میں سانپ ہے تو وہ کبھی اس میں ہاتھ نہیں ڈالتا بلکہ رات کے وقت اس مکان میں بھی داخل نہ ہوگا۔ ایسا ہی اگر معلوم ہو کہ یہاں ایک خزانہ مخفی ہے تو اس کی طرف التفات پیدا ہوگی۔ اندھیرے میں اگر ایک چیز کو بکرا سمجھتا ہے تو جب تک اُسے بکرا سمجھتا ہے پاس کھڑا رہے گا۔ لیکن یونہی جب یہ خیال ہوگا کہ وہ شیر ہے پھر وہاں نہیں رہ سکتا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی چیز کی محبّت اور خوف معرفت سے پیدا ہوتی ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ کوئی آدمی دانستہ زہر نہیں کھا سکتا۔ سنکھیا خواہ شہد میں بھی ملا ہوا ہو پھر بھی کوئی اسے نہیں کھائے گا۔ کیونکہ جانتا ہے کہ اس کو ہلاک کرنے والی زہر ہے لیکن اسی طرح پر گناہ بھی ایک زہر ہے جو انسان کی رُوح کو ہلاک کرتا ہے۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان رکھتا ہے تو پھر بڑی دلیری اور جُرأت سے گناہ کیوں کرتا ہے۔ اگر اسے یہ معرفت ہو کہ کوئی محاسب بھی ہے تو اس قدر دلیری نہ کرے۔ یہ دلیری اور جُرأت عدمِ معرفت کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم ص۴۴۲)

عہد بیعت اور احمدی مستورات

ارشادات سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"(حضرت فضل عمر) بیان کرتے ہیں کہ پاکستان بننے کے بعد جب شروع میں کشمیر میں جہاد ہو رہا تھا۔ اس وقت پاکستانی فوج کو مجاہدین کی اشد ضرورت تھی۔ (حضرت فضل عمر) نے جماعتوں میں پیغام بھجوانے شروع کئے کہ آج قوم اور ملک کو ایک خاص ضرورت ہے، اس لئے جو بھی فوج میں بھرتی ہو سکتا ہے اسے چاہیئے کہ وہ بھرتی ہو۔ ایک جگہ آپ کے آدمی گئے اور وہاں اس بھرتی کے لئے اعلان کیا۔ بہت بڑا احمدی گاؤں تھا لیکن کوئی بھی تیار نہ ہوا۔ انہوں نے پھر اعلان

باقی ص۵ کالم ۴ پر

○ مکرم محمد سلیم صاحب جنجوعہ آف لاہور گذشتہ دس روز سے بیمار ہیں اور عادل ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں۔ کمزوری بہت زیادہ ہے۔

○ مکرم فرید احمد خان کا مع فیملی کینیڈا میں ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ جس میں موصوف کی اہلیہ صاحبہ کو شدید چوٹیں آئی تھیں اور ان کی ریڑھ کی ہڈی کے دو مہرے بھی ٹوٹ گئے تھے۔ اب حالت پہلے سے بہتر ہے۔

○ مکرم غلام محمد صاحب پرویز ایک عرصہ سے جوڑوں کے درد میں مبتلا ہیں۔ دونوں گھٹنوں اور ہاتھوں میں شدید درد ہوتا ہے۔

○ مکرم چوہدری محمد عبدالغنی صاحب ایڈووکیٹ، جھنگ کی آنکھ کا اپریشن فضلِ عمر ہسپتال میں ۱۴ مئی ۱۹۹۰ء کو ہوا۔

احباب ان سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

○ عزیزہ امۃ المتین قمر صاحبہ بنت مکرم محمد احمد صاحب قمر سنوری کا نکاح عزیز عبدالواسع شاہد صاحب ابن میاں عبدالرشید صاحب محلہ دارالعلوم غربی حال مقیم مغربی جرمنی سے مبلغ بیس ہزار (۲۰۰۰۰) روپے حق مہر پر مکرم حافظ عبدالوحید صاحب نے مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۸ء کو سیالکوٹ شہر میں پڑھا ۴ ستمبر ۱۹۸۹ء کو ان کا رخصتانہ عمل میں آیا۔ احباب اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کریں۔

○ مکرم اعزاز محمود صاحب خالد زبیری اٹک شہر کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۴ اپریل کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ حضور پر نور نے اس کا وقفِ نو قبول فرماتے ہوئے "بریرۃ اعزاز" نام عطا فرمایا ہے۔ نومولودہ سیّد احتجاج علی زبیری صاحب اٹک کی پوتی اور چوہدری آفتاب احمد صاحب کاہلوں حیدر آباد کی نواسی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے درازیٔ عمر عطا فرمائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر : آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس ، ربوہ
مقام اشاعت : دار النصر غربی ، ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۹ ہجرت ۱۳۶۹ ہش ۱۹ ، مئی ۱۹۹۰ء

بچوں کی تعلیمی مدد

مَیں کا لفظ خاصا بدنام ہے ۔ کوئی زیادہ بولے اور جلدی جلدی بولتا چلا جائے تو کہتے ہیں یہ کیا مَیں مَیں لگا رکھی ہے ۔ کوئی اپنی اہمیت کا اظہار کرے تو کہتے ہیں کہ اس میں مَیں بہت زیادہ ہے ۔ جب دیکھو "مَیں یہ ہوں اور مَیں وہ ہوں" یا "مَیں یہ تھا اور مَیں وہ تھا" گویا اپنی بڑائی جتائی جا رہی ہے ۔ حالانکہ مَیں واحد ہے اور واحد کے لفظ میں انکسار ہوتا ہے جبکہ جمع میں بڑائی کا اظہار ہوتا ہے ۔ مَیں کا جمع ہے ہم ۔ آپ اپنے آپ کو ہم کہیں ۔ تو بہت کم بڑائی کا اظہار ہوتا ہے ۔
شائد اسی لئے اخبارات کے ادارئیے بھی مَیں سے بچتے ہیں ۔ اور ہم کا ذکر کرتے ہیں ۔ ہم یہ کہنا چاہتے ہیں اور ہم وہ کہنا چاہتے ہیں ۔ اگر وہ یہ کہہ دیں کہ مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں تو قاری کے ذہن میں فوراً یہ بات آتی ہے "تم کون ہو یہ کہنے والے" ۔ بہر حال جو کچھ بھی ہو آج ہم ادارئیے والے ہم سے ایک بات مَیں کے حوالے سے کہتے ہیں ۔ کیونکہ وہ ایک واقعہ ہے اور اس واقعہ میں ہم کا لفظ سجتا نہیں ۔ تو سُنئے ۔
"مَیں سیرالیون میں تھا ۔ جماعت کے سکولوں میں جا کر طلباء اور ان کے اساتذہ سے ملاقات کرنا میرے فرائض کا ایک حصّہ تھا ۔ ایک سکول میں گیا ۔ اس سکول کو جاری ہوئے ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے تھے ۔ بچوں کے والدین بھی وہاں موجود تھے ۔ ان میں سے ایک کہنے لگا ، 'جی ہمیں تو معلوم نہیں یہ بچے کیا پڑھیں گے ۔ آپ نے سکول کھولا ہے تو ہم نے اپنے بچے داخل کروا دئیے ہیں' ۔ میری باری آئی تو مَیں نے والدین کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ بات تو درست ہے کہ آپ کو علم نہیں کہ بچے یہاں کیا پڑھیں گے لیکن آپ کو آہستہ آہستہ علم ہوتے رہنا چاہیئے ۔ اور وہ اس طرح کہ جس وقت آپ کا بچہ سکول سے گھر واپس آئے تو اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائیں اور اس سے پیار بھری آواز میں پوچھیں کہ بیٹا آپ کو آج استاد صاحب نے کیا بتایا ۔ بچہ خوش ہو کر آپ کو سب کچھ بتا دے گا ۔ اس کے سبق کی دہرائی ہو جائے گی اور آپ کے علم میں اضافہ ہوگا ، اور اس طرح آہستہ آہستہ آپ کو پتہ چلتا جائے گا کہ بچہ کیا پڑھ رہا ہے ۔" یہی کچھ ایشیائی والدین امریکہ میں اپنے بچوں کے ساتھ کرتے ہیں اور اسی وجہ سے ان کے بچے امریکی بچوں سے بھی زیادہ نمبر لیتے ہیں ۔

میری تقدیر کی تحریر چھپا کر رکھنا
مجھ کو نومیدی کی زحمت سے بچا کر رکھنا
جو بھی ہو پایا ، یقیناً مَیں کروں گا لیکن
کچھ نہ ہو پائے تو غصّے کو دبا کر رکھنا

ابوالاقبال

کسی حالت میں کم تولا نہ جائے
کوئی فِقرہ غلط بولا نہ جائے

کیا تھا عہد جو ربّ الورٰی سے
کبھی اس عہد کو توڑا نہ جائے

بہت کمیاب ہے ایماں کا گوہر
کہیں غفلت میں یہ کھویا نہ جائے

کرو وا دیدۂ دل بہرِ دیدار
اگر وہ آنکھ سے دیکھا نہ جائے

نہیں یہ ابتلا جبرِ مشیّت
کبھی اس رنگ میں سوچا نہ جائے

مَیں اُس کا ہوں تو کیوں دشمن ہے دُنیا
یہ ہے اِک راز اسے کھولا نہ جائے

نہیں کوئی بھی ایسا داغِ عصیاں
جو سَیلِ اَشک سے دھویا نہ جائے

تُو خود ہی دستگیری کر کہ مجھ سے
تری درگاہ تک پہنچا نہ جائے

یہ منظر قتل و غارت کا خدایا
بہت دیکھا پر اَب دیکھا نہ جائے

سلیمؔ اپنا وہی راحت رساں ہے
اُسی کے دَر پہ کیوں پہنچا نہ جائے

سلیم شاہجہانپوری

الحمراء لاہور میں عراقی کتابوں کی نمائش ہو رہی ہے ۔ اُنیس ۱۹ مئی تک جاری رہے گی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت فضل عمر

اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے

تلقین عمل

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالےٰ طاق چیزوں کو پسند کرتا ہے۔ وہ خود بھی ایک ہے اور دوسری اشیاء کے متعلق بھی یہی پسند کرتا ہے کہ وہ طاق ہوں۔ چنانچہ یہ حکمت ہمیں ہر جگہ نظر آتی ہے۔ مگر یہ ایک الگ اور وسیع مضمون ہے جس کو اس وقت بیان نہیں کیا جاسکتا ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ تمام قانونِ قدرت میں اللہ تعالےٰ نے طاق کو قائم رکھا ہے اور اس کے ہر قانون پر طاق حاوی ہے۔ قرآن کریم کے محاوروں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محاوروں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سات کے عدد کو تکمیل کے ساتھ خاص طور پر تعلق ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں آتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے دنیا کو سات دن میں بنایا اسی طرح انسان کی روحانی ترقیات کے سات زمانے ہیں۔ پھر آسمانوں کے لئے بھی قرآن کریم میں (سات آسمان) کے الفاظ آتے ہیں اور یہ طاق عدد ہے۔ تو طاق کا عدد اللہ تعالےٰ کے حضور خاص حکمت رکھتا ہے اور اس کا مظاہرہ ہم تمام قانون قدرت میں دیکھتے ہیں۔ اب اس قانون کے مطابق اگر فرض نمازوں کی رکعات کو جمع کرو تو وہ طاق ہی بنتی ہیں چنانچہ ظہر کی چار عصر کی چار مغرب کی تین عشاء کی چار اور فجر کی ۲ کل ۱۷ رکعات ہوتی ہیں۔ اور اس طرح فرض نمازوں کی رکعتوں میں بھی اللہ تعالےٰ نے طاق کی نسبت کو قائم رکھا ہے۔ پس چونکہ اللہ تعالےٰ کے کاموں میں طاق کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ اس لئے پانچ نمازوں میں سے ایک فرض نماز کی رکعتیں تین کردی گئی ہیں تاکہ طاق کے متعلق اللہ تعالےٰ کا جو قانون ہے وہ نمازوں میں بھی آجائے اسی طرح وتروں کی نماز کو طاق اس لئے بنایا گیا ہے کہ نوافل بھی طاق ہو جائیں اور اسی وجہ سے وتروں کو معمولی سنتوں سے زیادہ وقعت دے دی گئی ہے تاکہ مسلمان انہیں ضرور ادا کریں۔ اور اس کے نوافل طاق ہو جایا کریں۔ اور یہی وجہ ہے کہ وتروں کے سوا اور کوئی نفل طاق نہیں ہوتا تا دو طاق مل کر جفت نہ ہو جائیں۔ اور یہی حکمت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر کبھی عشاء کے وقت وتر پڑھ لیتے تو تہجد کے وقت ایک رکعت پڑھ کر انہیں جفت کر دیتے تاکہ تہجد کے آخر میں آپ وتر پڑھ سکیں اور ان کے پڑھنے سے نوافل جفت نہ ہو جائیں اب اس پر سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ مغرب کی نماز کی بھی تین رکعتیں کیوں مقرر کی گئیں۔ کسی اور نماز کی تین رکعتیں کیوں مقرر نہیں کردی گئیں تو اللہ تعالےٰ نے مجھے اس سوال کا بھی جواب سمجھایا اور وہ یہ ہے کہ دن کی نمازوں کی رکعات ہیں آٹھ اور رات کی فرض نمازوں کی رکعات ہیں نو۔ چنانچہ دیکھ لو مغرب کی تین عشاء کی چار اور فجر کی دو۔ کل نو رکعت بنتیں ہیں چونکہ مغرب کی نماز سورج ڈوبنے کے بعد پڑھی جاتی ہے اور فجر کی نماز سورج نکلنے سے پہلے پڑھی جاتی ہے اس لئے یہ دونوں نمازیں بھی دراصل رات ہی کی نمازیں ہیں۔ اور ان نمازوں کی ایک رکعت زیادہ کرنے میں ایک حکمت یہ ہے کہ انسان کو تکلیفوں اور مصیبتوں کے وقت میں اللہ تعالےٰ کی طرف زیادہ جھکنا چاہیئے تاکہ وہ اس کے فضلوں کو جذب کر سکے اسی لئے دن کے وقت اللہ تعالیٰ نے ۸ رکعات نماز کی رکھیں اور رات کے وقت نو باقی رہا مقام کا سوال تو اللہ تعالےٰ نے ایک رکعت کی زیادتی مغرب میں کیوں کی۔ کسی اور نماز میں کیوں نہیں کر دی۔ تو اس کا جواب بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے سمجھایا۔ اور وہ یہ کہ صبح کے وقت اللہ تعالےٰ کے فرشتے خاص طور پر نازل ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کو بندوں کی تلاوت قرآن کی خبر دیتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ جب انسان سو کر اٹھتا ہے تو اس وقت اس کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔ اور نئے دور کے ابتداء کے وقت ضروری ہوتا ہے کہ انسان اپنے اندر بلند ارادہ پیدا کرے اور کہے کہ میں یوں کروں گا میں ووں کروں گا۔

اور یہ تمام باتیں چونکہ قرآن کریم میں موجود ہیں اس لئے جب سو کر اٹھنے کے بعد انسان کی زندگی کا نیا دور شروع ہوتا ہے اسے اس کے روحانی پروگرام کی طرف توجہ دلانے کے لئے دین حق نے اس وقت قرآن کریم کی لمبی تلاوت مقرر کر دی۔ اور حکم دیا کہ فجر کی نماز میں قرآن کریم کی لمبی تلاوت کی جائے۔ اور چونکہ خدا تعالےٰ کا معاملہ احکام میں یسر کا ہے عسر کا نہیں۔ اس لئے فجر کی نماز اس نے باقی تمام نمازوں سے چھوٹی کردی تاکہ لمبی تلاوت کی جاسکے پس فجر کی نماز کو تو اس نے چھوٹا کیا لیکن تلاوت قرآن کو لمبا کر دیا کیونکہ اس وقت اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ قرآن کریم کے مضامین بار بار سامنے آئیں۔ پس فجر کی نماز کو چھوٹا کرنا ضروری تھا تاکہ تلاوت کو لمبا کیا جاسکے۔ یہ نماز درحقیقت عصر کی نماز کے مقابل پر ہے اور ظاہر میں اس کے عدد کو عصر کے ساتھ اس طرح بھی مشابہت ہے کہ عصر کیساتھ کوئی سنتیں مؤکدہ نہیں ہیں۔ اور صبح کے ساتھ دو سنتیں ایسی ہیں جو عام مؤکدہ سنتوں سے بھی زیادہ مؤکدہ ہیں۔ اس طرح صبح کی رکعتیں بھی چار ہو جاتی ہیں۔ اور عصر کی بھی چار ہوتی ہیں۔ اس کے مقابل پر عشاء کی نماز ظہر کے مقابل پر ہے اور اس میں دو سنتیں اور تین وتر لازمی ہیں۔ وتر کی رکعت نکال دی جائے تو چار نوافل ہو جاتے ہیں یہ ظہر کی دو دو سنتیں فرض کر کے ظہر کی سنتوں کے برابر ہو جاتی ہیں۔ لیکن اگر چھ یا آٹھ سنتیں قرار دی جائیں تو پھر یہ کم رہ جاتی ہیں۔ لیکن جب دیکھا جائے کہ اسکے بعد تہجد پر زور دیا گیا ہے تو ظہر کے نوافل کی کمی کا ازالہ اس سے ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں وتروں کے بعد بھی دو نفل رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاص تعہد پر بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے۔ اس سے بھی ظہر اور عشاء کی رکعات برابر ہو جاتی ہیں۔ مگر یہ ایک وسیع مضمون ہے۔ میں نے اشارتاً اس کی طرف توجہ دلائی ہے۔

تم ایک نئے ملک کے شہری ہو۔ دنیا کی بڑی مملکتوں میں سے بظاہر ایک چھوٹی سی مملکت کے شہری ہو۔ تمہارا ملک مالدار ملک نہیں ہے ایک غریب ملک ہے۔ دیر تک ایک غیر حکومت کی حفاظت میں امن اور سکون سے رہنے کے عادی ہو چکے ہو سو تمہیں اپنے اخلاق اور اپنے کردار بدلنے ہوں گے۔ تمہیں اپنے ملک کی عزت اور ساکھ دنیا میں قائم کرنی ہوگی۔ تمہیں اپنے وطن کو دنیا سے روشناس کرانا ہوگا۔ ملکوں کی عزت کو قائم رکھنا بھی ایک دشوار کام ہے۔ لیکن ان کی عزت کو بنانا اس سے بھی زیادہ دشوار کام ہے۔ اور یہی دشوار کام تمہارے ذمے ڈالا گیا ہے۔ تم ایک نئے ملک کی نئی پود ہو تمہاری ذمہ داریاں پرانے ملکوں کی نئی نسلوں سے بہت زیادہ ہیں۔ انہیں ایک بنی بنائی چیز ملتی ہے۔ انہیں آباؤ اجداد کی سنتیں یا روائتیں وراثت میں ملتی ہیں۔ مگر تمہارا یہ حال نہیں ہے۔ تم نے ملک بھی بنانا ہے اور تم نے نئی روائتیں بھی قائم کرنی ہیں۔ ایسی روائتیں جن پر عزت اور کامیابی کے ساتھ آنے والی بہت سی نسلیں کام کرتی چلی جائیں اور ان روایتوں کی رہنمائی میں اپنے مستقبل کو شاندار بناتی چلی جائیں۔ پس دوسرے قدیمی ملکوں کے لوگ ایک اولاد ہیں لیکن تم ان کے مقابلے پر ایک باپ کی حیثیت رکھتے ہو۔ وہ اپنے کاموں میں اپنے باپ دادوں کو دیکھتے ہیں۔ تم نے اپنے کاموں میں آئندہ نسلوں کو مدِ نظر رکھنا ہوگا۔ جو بنیاد تم قائم کرو گے آئندہ آنے والی نسلیں ایک حد تک اس بنیاد پر عمارت قائم کرنے پر مجبور ہوں گی۔ اگر تمہاری بنیاد ٹیڑھی ہوگی تو اس پر قائم کی گئی عمارت بھی ٹیڑھی ہوگی۔ ایک مشہور فلسفی شاعر کہتا ہے کہ۔

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج۔

یعنی اگر معمار پہلی اینٹ ٹیڑھی رکھتا ہے تو اس پر کھڑی کی جانے والی عمارت اگر ثریا تک بھی جاتی ہے تو ٹیڑھی ہی جائے گی۔ پس بوجہ اس کے کہ تم پاکستان کی خشت اول ہو تمہیں اس بات کا بڑی احتیاط سے خیال رکھنا چاہیئے کہ تمہارے طریق اور عمل میں کوئی کجی نہ ہو۔ کیونکہ اگر تمہارے طریق اور عمل میں کوئی کجی ہوگی۔ تو پاکستان کی عمارت ثریا تک ٹیڑھی چلتی چلی جائے گی۔ بیشک یہ کام مشکل ہے لیکن اتنا ہی شاندار بھی ہے۔ اگر تم اپنے نفسوں کو قربان کر کے پاکستان کی عمارت کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر دو گے تو تمہارا نام اس محبت اور اس عزت سے لیا جائے گا جس کی مثال آئندہ آنے والے لوگوں میں نہیں پائی جائے گی۔ پس میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنی نئی منزل پر

باقی صـ کالم ۲ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعارف

ہفت روزہ "دوست"

ہفت روزہ "دوست" جسے آزاد ، خوشحال، انسان دوست ، پاکستان کا نقیب، کی حیثیت سے لاہور سے شائع کیا جا رہا ہے کی جلد نمبر ۲، کا شمارہ نمبر ۷، ایک محترم دوست نے ہمیں عنایت فرمایا ہے۔ ہمیں اس ۲۰ صفحات کے مختصر سے ہفت روزہ میں یہ بات دیکھ کر خاص طور دلچسپی پیدا ہوئی کہ اس کے ادارتی بورڈ میں مندرجہ ذیل اصحاب شریک ہیں۔

احمد رشید، اسلم شیخ، اکمل حسین، اقبال احمد، حبیب جالب، خاور ممتاز، آئی۔ اے رحمٰن، رضیہ بھٹی، خورشید عالم (جو اس ہفت روزہ کے ایڈیٹر بھی ہیں)، پریم شعبانی، شاہد کاردار، عاصمہ جہانگیر، عباس رشید، عزیز صدیقی، ضیاء الدین، نثار عثمانی، حسین نقی، ایم۔ بی۔ نقوی، فریدہ شہید، مبشر حسن (جو اس کے پبلشر بھی ہیں)، محمود مرزا، مشاہد حسین، ایس۔ ایم۔ ھدی۔

اگرچہ ان ناموں میں سے کچھ نام توبوجوہ ہمارے لئے غیر معروف ہیں لیکن جو معروف ہیں۔ وہ خاصے زیادہ معروف ہیں مثلاً حبیب جالب، آئی۔ اے۔ رحمان، عاصمہ جہانگیر، نثار عثمانی، حسین نقی، اور مبشر حسن۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس مختصر سے ہفت روزہ میں اتنے سارے نام ادارتی بورڈ کے طور پر اس لئے شامل کئے گئے ہیں کہ یہ سب لوگ کسی ایک نظریے کے قائل ہیں اور اس ہفت روزہ کے ساتھ ان کے نام کا منسلک ہونا ان کے لئے نظریاتی طور پر بھی تسکین کا باعث ہے۔

اس شمارے میں دو مضمون ہیں اور دو تین اسی ادارے کی طرف سے شائع کی گئی کتابوں کے اشتہار۔ پہلا مضمون "دیہی غربت اور انتقالِ اقتدار"، ڈاکٹر مبشر حسن کا تحریر کردہ ہے۔ سارا مضمون تو خاصا لمبا ہے۔ لیکن پرچے کی نظریاتی جہت سے واقفیت کے لئے ہم اس مضمون کے ایک دو اقتباسات پیش کرتے ہیں۔ مضمون کا آغاز یوں ہوتا ہے۔

"تیسری دنیا کے ممالک میں دو طرح کی غربت پائی جاتی ہے۔ ایک مادی ہے دوسری روحانی۔ مادی غربت میں خوراک، نشاستے، لحمیات، چکنائی، معدنیات اور اچھے صاف پانی کے معاملات آتے ہیں۔ اس میں رہائش، صحت، تفریح، ثقافت کے پہلو بھی آتے ہیں۔ اس ضمن میں اسے ذہن میں رکھنا چاہیئے کہ جو قومیں اپنے کل اخراجات کا ۲۵ سے ۳۰ فی صد خوراک پر صرف کرتی ہیں۔ وہ بہت خوشحال ہیں۔ لیکن ہمیں اپنے اخراجات کا ۶۰ فی صد خوراک پر خرچ کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ ہم غریب ہیں بعض دیہی علاقوں میں خوراک کا خرچ ۶۰ فی صد سے بھی زیادہ ہے۔

روحانی غربت میں تعلیم آتی ہے۔ عام لوگ باخبر نہیں۔ ان میں ذہنی صحت کا فقدان ہے۔ پاکستان کے غریب لوگوں میں عدم تحفظ کا احساس تو خصوصیت سے پایا جاتا ہے لیکن اس کے امراء میں بھی یہ احساس کم نہیں۔ غریبوں میں عدم تحفظ کے احساس کا نہ ہونا قابل فہم ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ انہیں کب خوراک ملے گی اور اگلی فصل کیسی ہوگی۔ لیکن امراء میں عدم تحفظ کا احساس بہت زیادہ ہے۔ جو سیاسی لیڈر منتخب ہو جائیں۔ وہ عدم تحفظ کا شکار ہوتے ہیں اور جو منتخب نہ ہو سکیں وہ بھی عدم تحفظ کا شکار ہوتے ہیں۔ الغرض ہمارا عام روگ ہے کہ عمومی فضا ایسی ہے کہ سبھی ایک دوسرے کو شک وشبہ سے دیکھتے ہیں اور بدگمانی کی فضا عام ہے۔"

معاشرتی سطح کے متعلق مضمون نگار لکھتے ہیں "معاشرتی سطح پر طبقات ہیں اور امتیازات ہیں جو برتر ہیں وہ پیدائش کی بناء پر برتر ہیں جو مالک اور آقا ہیں اور ان کو آداب بجالانا چاہیئے۔ بچوں کو آقاؤں کے بچوں کو آداب بجالانا چاہیئے انہیں ان کے گھٹنوں اور ان کے پاؤں کو چھونا چاہیئے۔ مجھے ایک بار ایک وڈیرے (جاگیردار) کے ہمراہ گلیوں میں چلنے کا اتفاق ہوا۔ ہم چلتے جاتے تھے اور سامنے سے آنے والوں کو دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو کر اور وڈیرے کے گزر جانے کا انتظار کرنا پڑتا

باقی ص ۸ کالم ۱ پر

یاد رفتگان

عبدالقیوم انجم

محترمہ صفیہ خانم صاحبہ

میری والدہ محترمہ صفیہ خانم صاحبہ زوجہ مولوی عبدالکریم صاحب ہزاروی آف کنری سندھ ۶۳ سال کی عمر میں مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۹۰ء کو بروز اتوار ایک مختصر علالت کے بعد صبح پانچ بجے ہارٹ اٹیک ہونے سے فضل عمر ہسپتال میں اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔

آپ نے حضرت بانیٔ سلسلہ کے رفیق ڈاکٹر محمد عبداللہ خان صاحب کے گھر نوشہرہ چھاؤنی میں مورخہ ۲۵ جنوری ۱۹۲۷ء کو جنم لیا۔ محترمہ والدہ صاحبہ کی شادی والد صاحب مولوی عبدالکریم صاحب ہزاروی آف کنری سندھ کے ساتھ ہوئی تھی۔ شادی کے بعد وہ کنری سندھ آگئیں۔ والد صاحب کی وفات کے بعد بچوں کی تعلیم و تربیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ۱۹۷۶ء میں ربوہ آگئیں۔ بڑے نامساعد حالات کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔

ان کی دلی خواہش تھی کہ بچوں کی تعلیم و تربیت ربوہ میں ہی کریں۔ بچوں کی تربیت بہت ہی احسن رنگ میں مذہبی ماحول میں کی۔ بچوں کی تعلیم میں خاص دلچسپی لیتی تھیں۔ بہت سی مشکلات اور مسائل کے باوجود بھی اپنے بچوں کو زیادہ سے زیادہ تعلیم دلانے کی کوشش کی۔ والدہ صاحبہ ایک بزرگانہ شخصیت کی مالک تھیں۔ دعاگو تھیں۔ نماز روزہ کی پابند تھیں بڑی صابر اور حلیم تھیں۔ اپنی ساری زندگی حتی المقدور اس بات کی کوشش کرتی رہیں کہ ان کی ذات سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ برے سے برے وقت میں خدا تعالیٰ سے ہی دعائیں کر کے مدد چاہی۔ ہر اچھے برے وقت میں حضور اقدس کی خدمت میں دعا کے لئے خط تحریر کرتیں۔ چندہ باقاعدگی سے ادا کیا کرتیں۔

اپنی زندگی کے آخری دنوں میں بیمار تھیں تو مجھے کہا کرتیں کہ میں خواب میں روز تمہارے والد کو دیکھتی ہوں اور وہ مجھے لینے آتے ہیں۔ اور ساتھ چلنے کو کہتے ہیں۔ بس ان دنوں ان کی ہر بات یہی ہوتی کہ اب میرا وقت پورا ہو چلا ہے۔ تم چھوٹے بہن بھائیوں کا خیال رکھا کرنا۔ نماز کا یہ عالم تھا۔ رات کو اگر دیر سے اٹھتیں تو پوچھتیں کہ کیا ٹائم ہوا ہے۔ اور نماز پڑھنی شروع کر دیتیں۔ ہمیشہ اپنے کپڑوں کو پاکیزہ اور صاف ستھرا رکھتیں صفائی کا بہت خیال رکھتیں۔

ان کی زندگی کے آخری دن چھوٹی ہمشیرہ نے ان کے بیڈ پر پاس بیٹھ کر کھانا کھلایا۔ کوئی بات ہو رہی تھی کہ ہنسنے لگیں کہنے لگیں چھوٹی بہنوں کا بہت خیال رکھنا۔ میری ساس صاحبہ کو کہنے لگیں آپ کے یہ بچے ہیں۔ اپنے بچوں کی طرح ان کا خیال رکھنا۔ اس وقت وہ اس طرح باتیں کر رہی تھیں کہ جیسے ان کو علم ہو کہ میں کسی سفر پر جا رہی ہوں۔ اور سفر پر جانے سے پہلے آدمی جس طرح ہر چیز کسی نہ کسی کی ذمہ داری میں دیتا ہے۔ اس طرح نصیحتیں کر رہی تھیں۔ ان کا وجود ہمارے لیے بہت سی برکتوں کا حامل تھا۔ والدہ صاحبہ بہت متقی پرہیزگار اور پابند صوم وصلوٰۃ تھیں۔ سلسلۂ احمدیہ سے انتہائی طور پر محبت رکھتی تھیں۔ آپ کی تربیت آپ کے والد ماجد حضرت ڈاکٹر محمد عبداللہ خان صاحب آف قلعہ کالروالا ضلع سیالکوٹ رفیق حضرت بانیٔ سلسلہ کی آغوش میں ہوئی۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے اپنی اولاد کو بھی سلسلہ سے گہری وابستگی کا درس دیا اور ہمیشہ اپنا تن من دھن سلسلہ کی خاطر قربان کرنے کی تلقین کرتی رہتیں۔ اپنی اولاد کو ہمیشہ نماز اور چندہ کی ادائیگی کی تلقین کرتیں۔ ہر چھوٹا بڑا ان کی نصائح اور ہدایت کو قبول کرتا۔ ہر اک سے انتہائی محبت اور شفقت سے پیش آتیں۔ یہی وجہ تھی کہ ہر ملنے والا ان کی شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ آپ بہت سے اوصافِ حمیدہ کی حامل تھیں۔ اور ہر اک کے دکھ درد میں اور خوشی میں شریک ہوتیں۔ آپ بہت نیک، مخلص اور دعاگو تھیں۔ اور ہر اک سے خندہ پیشانی سے ملتیں۔ خدمتِ خلق کے جذبہ سے سرشار تھیں۔ ہر اک کیلئے دعا کیا کرتیں۔

آپ نے اپنے پیچھے چار بیٹے اور چار بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب بہن بھائیوں کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس عظیم سانحہ کو برداشت کرنے کی قوت عطا فرمائے اور انکے درجات بلند کرے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد ارشد چوہدری

زبان کا جادو

زبان بظاہر تو الفاظ کا ایک ذخیرہ اور گلے اور ناک میں سے نکلنے والی چند آوازوں کا مجموعہ ہوتی ہے۔ لیکن درحقیقت یہ ایک پیچیدہ نظامِ تاریخ ہے۔ کسی علاقے کی زبان کے الفاظ دراصل اس علاقے کی تاریخ انسان کا خلاصہ اور نچوڑ ہوتے ہیں۔ ہر لفظ کے پیچھے ایک داستان چھپی ہوتی ہے جس سے لطف اندوز ہونے کے لئے اس لفظ کے سمندر میں اترنا پڑتا ہے۔ کہنے کو تو کہہ دیا جاتا ہے کہ فلاں شخص حاتم طائی بنا پھرتا ہے۔ لیکن حاتم طائی کی داستانِ حیات جانے بغیر لفظ "حاتم طائی" کا استعمال ایسے لگتا ہے جیسے کوئی بچہ کسی لفظ کا مفہوم نہ سمجھتے ہوئے کوئی بڑا سا لفظ ادا کر دے۔ الفاظ بھی تاریخ کے آثار قدیمہ ہی ہوتے ہیں۔ جنہیں کھودنے سے بہت کچھ برآمد ہوتا ہے اور بعض الفاظ تو اہرام مصر کو بھی۔ اس میدان میں مات کر جاتے ہیں۔

عربی زبان کے الفاظ تو خاص طور پر اپنے اندر یہ خاصیت رکھتے ہیں کہ ایک ایک لفظ ایک پوری کائنات کا حکم رکھتا ہے۔ مثلاً لفظ "انسان" ہی کو لے لیجئے اس ایک لفظ کے اندر۔ انسان کا ماضی۔ حال اور مستقبل پوری صحت کے ساتھ بند کیا ہوا ہے یہ لفظ "انس اُن" یا "انسیان" کا مخفف ہے۔ جس کے لفظی معنی ہیں "دو محبتیں" یعنی محبت الٰہی اور محبت انسان گویا انسان کا خمیر محبت سے اٹھایا گیا ہے۔ اب جب ہم صحیفۂ قدرت پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو صاف نظر آتا ہے کہ ہر انسانی عمل یا فعل خواہ وہ مادی ہو یا غیر مادی۔ فکری ہو یا غیر فکری جسمانی ہو یا روحانی۔ محبت ہی کا عکس ہے۔ انسان کا ہر فعل یا تو محبت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یا پھر محبت کے فقدان کی وجہ سے۔ انسان صدقہ و خیرات کرتا ہے۔ تو یا وہ محبت الٰہی کی وجہ سے ایسے کرتا ہے یا پھر بنی نوع انسان سے محبت کی وجہ سے۔ وہ قربانی کرتا ہے۔ تو کسی شخص یا اصول سے محبت کی خاطر۔ محنت کرتا ہے۔ تو خود سے یا کسی اور سے محبت کی وجہ سے۔ علم حاصل کرتا ہے۔ تو علم سے محبت یا علم کے نتائج سے محبت کے نتیجے میں۔ مزدوری کرتا ہے۔ تو اپنے سے یا اپنی اولاد سے محبت کی خاطر۔ پس انداز کرتا ہے تو اپنے مستقبل سے محبت کے لئے۔ وفاداری کرتا ہے تو مالک یا کسی اور سے محبت کے بدلے میں۔ سچ بولتا ہے۔ تو اپنے ضمیر کی محبت کے واسطے سے وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح انسان اگر ظلم کرتا ہے۔ تو انسانیت سے عدم محبت کے سبب۔ چوری کرتا ہے تو معاشرے سے نفرت یعنی عدم محبت کے ہوتے ہوئے۔ استحصال کرتا ہے۔ تو دولت اور طاقت سے محبت ہونے کی وجہ سے۔ بے وفائی کرتا ہے۔ تو کسی نفرت یا عدم محبت کے سبب سے جھوٹ بولتا ہے۔ تو کسی مصلحت سے محبت کے لئے۔ وغیرہ۔

غرضیکہ ہر ایک فعل انسانی محبت یا عدم محبت کے چشمے سے پھوٹتا ہے۔ گویا کہ فطرت انسانی اس ایک لفظ "انسان" کے اندر سمو دی گئی ہے۔

ڈاروِن کا نظریہ حیات اگر درست ہے کہ انسان کے آباؤاجداد بندر۔ لنگور اور دیگر وحوش تھے تو یہ لفظ یعنی "انسان" بھی بالضرورت اتفاقیہ ہی بنا ہوگا۔ وحوش کے نتھنوں سے نکلی ہوئی بے معنی آوازیں بالآخر ارتقاء کی منازل طے کرتے کرتے اس لفظ کی شکل میں نمودار ہوئی ہونگی۔ لیکن یہ صورتِ حال عقل انسانی کے لئے اس لئے قابلِ قبول نہیں ہے کہ اس لفظ کے آباؤاجداد وہ بے معنی ہوائی لہریں ہرگز نہیں ہوسکتیں اس لئے کہ اس لفظ میں دانائی۔ علم اور فطرت انسانی کا نچوڑ بھرا ہوا ہے۔ لنگور کے گلے اور نتھنوں میں سے دانائی اور فلسفے سے بھرپور آواز نکلنا عند العقل ناممکنات میں سے ہے۔ لہذا منطقی نتیجہ اس بحث سے صرف اور صرف یہی اخذ ہو سکتا ہے کہ یہ لفظ "کسی اتفاقی حادثے سے معرض وجود میں نہیں آسکتا تھا۔ اس میں ایک منصوبہ ہے ایک مقصد ہے۔ حقیقت انسانی کی غلطی سے پاک تصویر ہے۔ پس ایک ہی صورت باقی رہ جاتی ہے کہ ڈاروِن کا نظریۂ حیات غلط فہمی پر مبنی ہے۔ اگر انسان کی زبان حادثاتی واقعہ نہیں ہے تو لازماً انسان خود بھی حادثاتی وجود نہیں ہے۔ اور جب اس لفظ کو ہزاروں ایسے ہی فلسفیانہ الفاظ کے ساتھ ملا کر دیکھا جائے تو نظریہ ارتقاء ایک اور ہی صورت اختیار کر جاتا ہے۔

ایسے ہی چند اور الفاظ کا تجزیہ پیشِ خدمت ہے جس سے یہ حقیقت فی الفور عیاں ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ یورپین فلسفہ کس قدر سطحی اور غیر قدرتی ہے۔

لفظ "زنجبیل" "زنا" اور "جبل" سے مرکب ہے۔ یعنی اس چیز یعنی ادرک میں یہ خاصیت ہے کہ یہ پہاڑوں پر چڑھنے کے قابل بناتا ہے۔ چنانچہ کشمیر اور دیگر پہاڑی علاقوں کے لوگ ادرک کی چائے استعمال کرتے ہیں جس سے ان کی حرارت عزیزی تقویت پاکر انہیں پہاڑی بودوباش کے قابل بناتی ہے۔

لفظ "کافور" کفر سے مشتق ہے یعنی اس کی خاصیتوں میں سرفہرست خاصیت یہ ہے کہ یہ ہر قسم کے زہروں کو دبا کر ان کے اثر سے محفوظ رکھتی ہے۔

لفظ "خنزیر" عربی میں "خنز" اور "ار" سے بنا ہے کہ جانور واضح طور پر گندی عادات والا جانور ہے۔ انگریزی میں SWINE یعنی سُو۔ آئن۔ بھی وہی مفہوم رکھتا ہے اردو میں "سو۔ ار" بھی انہیں معنوں کا حامل ہے۔ ہندی میں "بد" بھی انہی معنوں پر مشتمل ہے۔

بحث کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ الفاظ ڈاروِن کے نظریہ کے مطابق بے معنی اور اتفاقی حادثات ہرگز نہیں ہیں۔ یورپین نظریہ بردار بزعم خود اس بات پر مصر ہیں کہ انسان اور اس کی زبان اندھے اتفاقات ہیں اور یہ کہ الفاظ کے معانی صرف ان کے استعمال کے نتیجے میں وجود میں آتے ہیں۔ سائنس اور فلسفے کا یہ مسلمہ طریق کار ہے۔ کہ صرف ایک استثناء کسی قانونِ عام کو مشتبہ اور غیر مؤثر کرنے کے لئے کافی ہوتا ہے جب کہ یہاں پر الفاظ کی ایک پوری فوج یورپین دانشوروں کے بنیادی نظریات کی مکمل نفی کر رہی ہے۔

سلطان القلم کے یہی وہ ہتھیار ہیں جن سے افرادِ احمدیت نے روشنی حاصل کر کے دنیا کی رہنمائی کرنی ہے۔ عربی زبان کو الہامی زبان اور دیگر تمام زبانوں کی ماں ثابت کر کے حضرت سلطان القلم نے درحقیقت انسانی ارتقاء کا ایک ایسا نظریہ پیش کیا ہے کہ جو یورپین نظریہ حیات اور اس کے ذیلی نظریات کو بنیادی طور پر باطل ثابت کر چکا ہے اور بات صرف وقت پر آکر رک گئی ہے۔ جوں جوں وقت آگے بڑھے گا یہ نظریۂ حیات بھی آگے بڑھتا جائیگا اور اس نظریہ حیات کی تائید پوری کائنات اور فطرتِ انسان بھی کر رہی ہے۔

تو دیکھا آپ نے۔ الفاظ دیکھنے میں تو بے جان سی اشیاء معلوم ہوتے ہیں لیکن ان میں وہ بلا کی قوت موجود ہے جو دنیا کا نظریاتی اور پھر نتیجتاً اس کا مادی نقشہ تک مکمل طور پر بدلنے کی اہلیت رکھتی ہے۔

بقیہ: صفحہ ۱ سے آگے

کیا مگر کوئی نہ اٹھا، ایک بڑی عمر کی بیوہ عورت جس کا ایک ہی بچہ تھا، اپنے گھر سے یہ نظارہ دیکھ رہی تھی اس کو اس قدر جوش آیا کہ اس نے اپنے بیٹے کا نام لے کر پکارا کہ اے میرے بیٹے! تو جواب کیوں نہیں دیتا۔ کیا تیرے کان میں (امام وقت) کی آواز نہیں پڑی؟ چنانچہ وہ اٹھ کھڑا ہوا اور کہا میں حاضر ہوں۔ جس طرح بارش کا ایک قطرہ پہلے گرتا ہے اور پھر موسلادھار بارش برسنے لگتی ہے، اس طرح جتنے بھی نوجوان وہاں موجود تھے، وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ہم بھی حاضر ہیں (حضرت فضل عمر) اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب مجھ تک یہ اطلاع پہنچی تو میں نے اپنے خدا کے حضور ایک دعا کی۔ میں نے کہا اے میرے اللہ! اس بیوہ عورت نے میری آواز پر اپنا اکلوتا بیٹا پیش کر دیا ہے اور حال یہ ہے شادی کی عمر سے بھی گزر چکی ہے اور پھر اولاد کی کوئی توقع نہیں ہے، میں تیری عظمت اور جلال کی دہائی دیتا ہوں کہ اگر قربانی لینی ہے تو میرے بیٹوں کی لے۔ وہ بے شک ذبح ہو جائیں لیکن اس کا بیٹا ضرور بچایا جائے، تو یہ ہیں وہ احمدی خواتین اور مستورات جو عہدِ بیعت کو نباہنے والی ہیں"۔

(خطاب جلسہ سالانہ خواتین
۲۷ دسمبر ۱۹۸۲ء)

میٹرک اور مڈل کا امتحان دینے والے تمام

طلبہ و طالبات متوجہ ہوں

میٹرک اور مڈل کا امتحان دینے والے طلباء و طالبات اپنی آئندہ تعلیم کے سلسلہ میں مشورہ کے لئے نظارت تعلیم سے رابطہ کریں۔

(نظارت تعلیم۔ صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ ـــــ مینیجر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طارق محمود طارق

ویزا VISA

ویزا لاطینی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی ہوتے ہیں دیکھی ہوئی چیز۔ لیکن اصطلاح میں ویزا ایسی مہر یا تصدیق کو کہتے ہیں۔ جو کسی ڈاکومنٹ پر لگائی جاتی ہے۔

زمانۂ قدیم میں جبکہ سفر کے ذرائع بہت محدود تھے اور سفر بہت دشوار تھے۔ بہت کم لوگ اپنے گھروں کو چھوڑ کر دور دراز کے ممالک میں سیر و تفریح یا روزی کمانے کے لئے جایا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہم زمانۂ قدیم کی شخصیات کی سوانح حیات کا مطالعہ کرتے ہیں تو بہت کم لوگ ایسے ملتے ہیں جن کو ہم سیاح کے نام سے یاد کر سکتے ہیں۔

اس زمانہ میں جبکہ ذرائع آمد و رفت اور رسل و رسائل نے غیر معمولی اور حیرت انگیز طور پر ترقی کر لی ہے۔ لوگوں میں سیر و سیاحت اور تفریح کے لئے بھی اور روزی کمانے کے لئے بھی دور دراز کے ممالک میں جانے کا شوق غیر معمولی طور پر زیادہ پیدا ہوا ہے۔ ایک عالمی سروے کے مطابق دنیا میں سیاحوں کی تعداد میں اس قدر اضافہ ہوا ہے کہ تیل کی صنعت کے بعد دنیا کی دوسری بڑی نقد آور صنعت "سیاحت" قرار دی گئی ہے۔

اسی طرح سے سیاسی طور پر اس وقت دنیا کے بعض ممالک میں جو بے چینی پیدا ہوئی ہے اس کی وجہ سے بھی بہت سے لوگ اپنے گھر بار چھوڑ کر نسبتاً زیادہ سکون والے ممالک کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے ہیں

فی زمانہ اگر آپ اپنے ملک سے کسی دوسرے ملک میں جانا چاہتے ہیں تو آپ کے لئے دوسری دستاویزات کے علاوہ جو چیز سب سے زیادہ ضروری ہے۔ وہ ہے ویزا۔ جب تک آپ کے پاسپورٹ پر اس ملک کا ویزا نہ لگا ہوا ہو۔ جس ملک میں کہ آپ جانا چاہتے ہیں قانونی طور پر آپ متعلقہ ملک میں داخل نہیں ہو سکتے۔

چونکہ بے شمار لوگ ویزا کے حصول کی کوشش میں مصروف ہیں۔ اور تارکین وطن کے دخول سے بعض ممالک میں بہت سے قانونی سماجی اور معاشرتی مسائل نے جنم لیا ہے۔ اور بہت سی دقتیں اور دشواریاں پیدا ہو گئی ہیں۔ اس لئے قریباً تمام ممالک نے بھی اپنے ویزا کے قانون میں بہت سی ایسی شقوں کا اضافہ کر دیا ہے کہ جن کی وجہ سے ویزا کا حصول اگر ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہو گیا ہے۔

ویزا کے حصول میں پیش آمدہ اس دشواری کا فائدہ سب سے زیادہ ان افراد یا اداروں کو پہنچا ہے جو کمیشن وغیرہ لے کر یا معاوضہ لے کر لوگوں کو ویزا لگوا کر دیتے ہیں۔ ان قوانین کی شدت کی وجہ سے ویزا کے حصول کے معاملہ میں بھی کرپشن کا اضافہ ہو گیا ہے۔ اور بہت سے ممالک کے سفارت خانوں کے ویزا سیکشن میں قانونی طور پر ویزا حاصل کرنے والوں کے لئے بھی دشواریوں میں اضافہ ہو گیا ہے۔

ویزا کی کئی قسمیں ہیں۔ چند اہم اقسام درج ذیل ہیں۔

۱۔ **ٹرانزٹ ویزا** (عارضی ویزا)
اگر آپ عارضی طور پر کسی ملک میں قیام کرنا چاہتے ہیں۔ مثلاً دو چار روز کے لئے تو آپ اس ملک کے لئے عارضی ویزا حاصل کریں گے۔ مثال کے طور پر اگر آپ پاکستان سے انگلستان جا رہے ہیں اور راستے میں دو چار روز کے لئے آپ فرانس میں یا جرمنی میں یا ہالینڈ میں یا کسی اور ملک میں ٹھہرنا چاہتے ہیں تو اس ملک کے لئے جو ویزا آپ حاصل کریں گے وہ ٹرانزٹ ویزا یا عارضی ویزا کہلائے گا۔ (اس ویزا کی مدت عام طور پر زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ تک ہوتی ہے)

۲۔ **وزٹ ویزا** یہ ویزا سیر و سیاحت اور تفریح کے لئے کسی ملک میں جانے کے لئے حاصل کیا جاتا ہے۔ اس کی مدت عام طور پر ایک ہفتہ سے لے کر تین ماہ تک ہوتی ہے۔

۳۔ **امیگرنٹ ویزا** اگر آپ کسی ملک میں مستقل قیام کرنا چاہتے ہیں تو پھر آپ کو بطور تارک وطن مستقل ویزا لینا ہو گا۔

۴۔ **سٹوڈنٹ ویزا** اگر آپ کسی ملک میں تعلیم کے لئے جانا چاہتے ہیں تو آپ کو اتنی مدت تک کے لئے ویزا جاری کیا جائے گا۔ جتنی مدت کا کہ آپ کو اس ملک میں تعلیمی کورس کرنا ہے۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ کو واپس اپنے ملک آنا پڑے گا۔

۵۔ **بزنس ویزا** یہ ویزا ایسے کاروباری حضرات کو جاری کیا جاتا ہے جو اپنے کاروبار کے سلسلہ میں کسی دوسرے ملک میں جانا چاہتے ہیں۔

ہر قسم کے ویزا کے حصول کے لئے ہر ملک نے اپنے اپنے ملک کے قوانین کے مطابق قواعد و ضوابط مرتب کئے ہوئے ہیں۔ جن کی سختی سے پابندی کی جاتی ہے۔

اور جب سے دنیا میں منشیات وغیرہ کی سمگلنگ کا رواج پڑ گیا ہے۔ اور دنیا کی بعض حکومتوں کی بعض بڑی بڑی شخصیات بھی اس گھناؤنے کاروبار میں ملوث پائی گئی ہیں۔ تب سے ویزا کے قوانین میں روز بروز سخت سے سخت تر قوانین کا اضافہ کیا جا رہا ہے خاص طور پر یورپ امریکہ۔ کینیڈا اور آسٹریلیا کے ممالک کے ویزا کے قوانین پہلے کی نسبت بہت زیادہ سخت بنا دئے گئے ہیں۔

سفارت خانوں کے حکام یا حکومتی سربراہوں کو جو ویزے جاری کئے جاتے ہیں وہ ڈپلومیٹک ویزے کہلاتے ہیں اسی طرح حکومتوں کے دوسرے اداروں کے افسران وغیرہ کو جو ویزے جاری کئے جاتے ہیں وہ آفیشل ویزے کہلاتے ہیں۔

ویزا کے استعمال کے لحاظ سے بھی ویزا کی کئی قسمیں ہیں۔ بعض قسمیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ **سنگل انٹری ویزا** اس ویزا پر آپ متعلقہ ملک میں صرف ایک مرتبہ داخل ہو سکتے ہیں۔

۲۔ **ڈبل انٹری ویزا** اس ویزا پر آپ متعلقہ ملک میں دو مرتبہ داخل ہو سکتے ہیں۔

۳۔ **ملٹی پل ویزا** اس ویزا پر آپ جتنی بار چاہیں متعلقہ ملک میں داخل ہو سکتے ہیں۔ یہ ویزا عام طور پر چھ ماہ سے لے کر دو سال تک کے لئے جاری کیا جاتا ہے۔

پہلے تمام ممالک پاسپورٹ پر ویزا کی مہر لگاتے تھے۔ لیکن جب سے جعلی ویزوں کا کاروبار شروع ہوا ہے یورپ امریکہ اور آسٹریلیا کے ممالک نے مہر کی بجائے پاسپورٹ پر سٹکر ویزا لگانا شروع کر دیا ہے۔ اس قسم کے ویزا میں جعل سازی کا امکان پہلے کی نسبت بہت کم ہو گیا ہے۔

(اگر کوئی دوست اس موضوع کے کسی پہلو پر مزید کچھ کہنا چاہیں تو ہمیں اپنا مضمون ضرور ارسال کریں)

(ادارہ)

ایک واقعہ ۔ ایک تجزیہ

احمد ندیم قاسمی صاحب کے ایک کالم سے ماخوذ

میں ایک ذاتی مثال پیش کروں گا۔ میں اپنے گاؤں میں تھا جو علاقہ سون سکیسر ضلع خوشاب میں واقع ہے۔ ایک رسالے کے مدیر کی حیثیت میں مجھ پر ایک مقدمہ لاہور کی ایک عدالت میں چل رہا تھا۔ میں صبح سویرے اپنے پہاڑی گاؤں میں سے نکل کر اور پانچ چھ میل پیدل چل کر بسوں کے اڈے پر پہنچا۔ ایک بس میں جگہ ملی جو عازم خوشاب ہوئی۔ راستے میں اچانک موسلا دھار بارش نے آلیا۔ یہ بارش یوں دانت پیس کے برسی کہ بس کو سفر جاری رکھنا دشوار ہو گیا۔ آخر جب بارش کی شدت میں کمی آئی تو بس چلی مگر جب "پدھی" پہاڑ سے اتر کر اس مقام پر پہنچی جہاں تمام پہاڑی نالے ایک بڑے برساتی نالے کی صورت میں بپھر گئے تھے اور یہ پانی اتنا شور مچا رہا تھا جیسے پورا پہاڑ پس رہا ہے تو بس رک گئی۔ برساتی نالے کے اس مقام پر پل نہیں تھا چنانچہ بس ڈرائیور نے ہتھیار ڈال دئیے اور کہا کہ اب بس آگے نہیں جائے گی "میرا تجربہ ہے کہ ایسی کافر بارش کے بعد یہ نالہ پورا پورا دن چڑھا رہتا ہے اور اگر میں اس میں بس ڈالوں گا تو یہ تنکے کی طرح بہہ جائے گی۔ اس لئے اگر بس میں بیٹھنا چاہو تو بیٹھو، اور اگر سفر جاری رکھنا چاہو تو پہلے یہ غصیل نالہ عبور کرو اور اس کے بعد خوشاب کی طرف پیدل روانہ ہو جاؤ۔ خوشاب یہاں سے پندرہ سولہ میل پر ہے"

میری تو دوسرے دن لاہور کی ایک عدالت میں پیشی تھی۔ سو میرا رکنا تو خارج از بحث تھا۔ میرے گاؤں کے ایک مولوی صاحب جو میرے ہمسفر تھے، فوج میں امامت کرتے تھے۔ انہیں بھی دوسرے روز کوہاٹ میں بہر صورت حاضر ہونا تھا۔ سو ہم دونوں نے طے کیا کہ پیدل چلتے ہیں۔ نالہ ہم نے یوں پار کیا کہ ایک چرواہے نے ہمیں ایک خاصی لمبی رسی دی جو ہم دونوں نے اپنی اپنی کمر سے باندھ لی اور ہم ایک دوسرے کے سہارے ہاتھ پاؤں مارتے، گرجتے گونجتے نالے کو پار کر گئے۔ پھر ہم نے خدا کا نام لے کر سفر شروع کیا۔ گرمیوں کا موسم تھا۔ بارش کے پانی میں پہاڑوں پر سے سانپ بچھو بھی بہہ بہہ کر آ رہے تھے اور شام بھی ہونے کو آ رہی تھی مگر مولوی صاحب کو اپنی نوکری کی اور مجھے اپنی ضمانت کی فکر تھی۔ سو ہم چلتے رہے۔ سڑک خوشاب تک پانی میں ڈوبی ہوئی تھی مگر پختہ تھی اس لئے ہماری رفتار میں کوئی فرق نہ آیا۔ آخر ہم تین چار گھنٹے بعد خوشاب پہنچے۔ مولوی صاحب نے اپنی راہ لی۔ میں "ماڑی انڈس" پر سوار ہوا۔ تھکن سے چور چور ہو رہا تھا سو نیند بھی غائب رہی آخر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لاہور پہنچا۔ سیدھا ضلع کچہری آیا۔ چند ہی منٹ بعد "آواز پڑی" میں عدالت کے کمرے میں داخل ہوا تو مجسٹریٹ کی کرسی خالی تھی۔ ریڈر صاحب تشریف فرما تھے۔ بولے "اگلے مہینے کی ۲۸ ویں کو آئند صاحب چھٹی پر ہیں۔ اب ان "صاحب" کو کیا معلوم کہ میں کیا کیا ہفت خواں طے کرتا ہوا ان کی بارگاہ میں پہنچا تھا اور ہر انسان کی طرح میرا وقت بھی کتنا قیمتی تھا جو محض ضائع ہی نہیں ہوا بلکہ باقاعدہ پامال ہوا۔

بقیہ از صفحہ ۴ سے آگے

تھا۔ طبقاتی تقسیم اس سے بالکل مختلف ہے۔ جو قبیلے اور برادری کی بنا پر پائی جاتی ہے۔ یہ ہے وہ معاشرتی ہیئت جو دیہات میں پائی جاتی ہے۔ عورتوں پر دباؤ کا معاملہ اس پر مستزاد ہے۔ ان کے لئے کسی تعلیم کی ضرورت نہیں کسی تحقیق کی ضرورت نہیں"۔

جہاں تک غربت کے دُور کرنے کا سوال ہے۔ ڈاکٹر مبشر حسن کہتے ہیں۔ "اب آئیے اس سوال کی طرف کہ غربت کو کیسے دور کیا جائے۔ صورت یہ ہے کہ دیہی غربت کا خاتمہ معاشرتی فلاح و بہبود کا معاملہ نہیں۔ یہ انسانی معاملہ بھی نہیں یہ ایک سیاسی معاملہ ہے۔ دیہی غربت سے گلو خلاصی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اس کے دور کرنے کے دعویدار سیاسی قوت کے مالک نہ ہوں جو یہ چاہتے ہیں کہ دیہی غربت کے خاتمے کے لئے کچھ کیا جائے۔ ان کے پاس سیاسی قوت کا ہونا لازمی ہے۔ لیکن کونسی سیاسی قوت۔ اس کے دو بڑے طریقے ہیں ایک طریقہ سرمایہ دارانہ ترقی کا ہے اور دوسرا سوشلسٹ معاشرے کا۔ دونوں صورتوں میں سیاسی تبدیلی کا معاملہ آجاتا ہے۔ جب سرمایہ دار اقتدار میں آئیں۔ تو سرمایہ دارانہ جمہوریت کا چلن ہوگا۔ بورژوا جمہوریت کی آزادی ہوگی۔ غیر جانبدار عدالتیں ہونگی۔ انتخابات ہوں گے۔ دوسرے الفاظ میں جمہوریت کے لوازمات ضروری ہیں۔ سرمایہ دارانہ جمہوریت کا مطلب جاگیرداری کا خاتمہ ہے جاگیرداری کے خاتمے کا مطلب اس میں سب کچھ کا خاتمہ ہے۔ جو نظریاتی سیاسی معاشرتی اور ثقافتی تھا۔ گویا یہ سب کچھ ختم ہونا چاہیے۔ پاکستان کی بات کی جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک سیکولر اسلامی جمہوریہ قائم ہو۔ سیکولر اسلامی جمہوریہ سے میری مراد انگلستان کی سی صورت ہے جہاں ملکہ محافظ مذہب

ہے۔ امریکہ دنیائے عیسائیت کا حصہ ہے یورپ بھی عیسائیت کے دائرے میں ہے رومن کیتھولک عیسائی پاپائے روم کے ساتھ یا ان کے معتقد ہیں۔ لیکن جہاں تک حکومتوں کا تعلق ہے وہ سیکولر ہیں۔ گویا حکومتیں مذہب میں مداخلت نہیں کرتیں۔ یہ نظریاتی تبدیلی آنی چاہیئے یہ نہیں ہو سکتا کہ حکومت تو مذہبی ہو لیکن کہا جائے کہ ہم سرمایہ دارانہ ترقی کے حق میں ہیں"۔

دوسرا مضمون "جمہوریت اور غربت" کے عنوان سے خورشید عالم صاحب نے لکھا ہے۔ مضمون مختصر ہے اور کسی اسمبلی میں کسی واقعہ کو بنیاد بنا کر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔

اس ہفت روزے کی قیمت ۳٫ روپے فی پرچہ اور ۱۱۵٫ روپے زرِ سالانہ۔ ۱۱۔ ٹمپل روڈ لاہور سے شائع کیا جاتا ہے۔ (ن۔س)

بقیہ از صفحہ ۳ سے آگے

عزم استقلال اور علو حوصلہ سے قدم مارو۔ قدم مارتے چلے جاؤ اور اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے قدم بڑھاتے چلے جاؤ کہ عالی ہمت نوجوانوں کی منزل اول بھی ہوتی ہے منزل دوئم بھی ہوتی ہے منزل سوئم بھی ہوتی ہے۔ لیکن آخری منزل کوئی نہیں ہوا کرتی۔ ایک منزل کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری وہ اختیار کرتے چلے جاتے ہیں۔ وہ اپنے سفر کو ختم کرنا نہیں جانتے۔ وہ اپنے رخت سفر کو کندھے سے اتارنے میں اپنی ہتک محسوس کرتے ہیں۔ ان کی منزل کا پہلا دور اسی وقت ختم ہوتا ہے جب کہ وہ کامیاب اور کامران ہو کر اپنے پیدا کرنے والے کے سامنے حاضر ہوتے ہیں۔ اور اپنی خدمت کی داد اسی سے حاصل کرتے ہیں جو ایک ہی ہستی ہے جو کسی کی خدمت کی صحیح داد دے سکتی ہے۔

حبوبِ مفیدِ اٹھرا
HABOOB-I-
MUFEED-I-ATTHRA
۲۰ گرام ۱۵٫ روپے
۶۰ گرام ۴۵٫ روپے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ

اطلاعات و اعلانات

سانحۂ ارتحال

○ مکرم عبد الرحمان صاحب (نائب صوبیدار) آف منڈی بہاؤالدین مورخہ ۹؍مئی ۱۹۹۰ء کو صبح ساڑھے دس بجے ایک ماہ کی شدید علالت کے بعد وفات پا گئے۔

○ محترمہ نسیمہ شریف صاحبہ اہلیہ کرنل (ریٹائرڈ) ایس۔ ایم۔ شریف صاحب گلشنِ اقبال کراچی مختصر علالت کے بعد مورخہ ۱۱ مئی بروز جمعہ انتقال فرما گئیں۔ موصوفہ موصیہ تھیں۔ ربوہ میں ان کی نمازِ جنازہ مکرم سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد نے احاطہ دفاتر صدر انجمن احمدیہ میں پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد شیخ عبد الکریم صاحب نے دعا کرائی۔

محترمہ زہرہ رؤف صاحبہ لودھی نے مظفر گڑھ سے اطلاع دی ہے کہ ان کے لڑکے عزیز شاہد رؤف لودھی ولد مکرم عبد الرؤف صاحب لودھی آغا خان ہسپتال کراچی میں بقضائے الٰہی انتقال کر گئے ہیں۔ احباب ان کی بلندیٔ درجات کے لئے اور لواحقین کے لئے صبرِ جمیل کی دعا کریں۔

○ مکرم خواجہ عبد الرشید صاحب ابن مکرم خواجہ غلام نبی صاحب آف ڈھیرہ دولتال چکوال (یکے از رفقاء حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ) گذشتہ ماہ سان فرانسسکو (امریکہ) میں ایک حادثہ کی بنا پر ہارٹ فیل ہونے پر وفات پا گئے۔ ان کی عمر تقریباً پچاس سال تھی۔ ان کے پس ماندگان میں دو بچے (ایک لڑکا اور ایک لڑکی) اور بیوی شامل ہیں۔ بعض ناگزیر حالات کی بناء پر ان کی تدفین سان فرانسسکو ہی میں ہوئی۔ آپ مکرم خواجہ مبارک احمد صاحب ایڈووکیٹ صدر حلقہ کوٹری (سندھ) کے چھوٹے بھائی تھے۔

احباب کی خدمت میں ان کی بلندیٔ درجات کے لئے درخواستِ دعا ہے۔

گمشدہ رسید بک مجلس انصار اللہ

مجلس انصار اللہ دہلی گیٹ کے حلقہ سلطان پورہ کی رسید بک نمبر ۱۵۷ گم ہوگئی ہے رسید نمبر ۱ تا ۷۹ استعمال شدہ ہیں۔ کوئی صاحب اس رسید بک پر چندہ ادا نہ کریں اور رسید بک اگر مل جائے تو میاں مبارک علی صاحب A-۴۶۷ شادباغ لاہور یا دفتر انصار اللہ پاکستان ربوہ ارسال فرما دیں۔

قائد مال مجلس انصار اللہ
پاکستان (ربوہ)

شکریہ احباب

مکرم عبد الکریم صاحب قدسی نیو جناح ٹاؤن شاہدرہ۔ لاہور نے ان سب احباب کا شکریہ ادا کیا ہے جنہوں نے ان کی والدہ محترمہ کی وفات پر خطوط کے ذریعے تعزیت فرمائی۔

نمایاں کامیابی

سیدہ زہرہ بتول بنت مکرم سید اصغر علی شاہ صاحب مونگ ضلع گجرات نے خدا کے فضل سے امسال بی۔ اے۔ کے امتحان میں منڈی بہاؤالدین کے گرلز کالج میں ۵۰۳ نمبر حاصل کر کے اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بچی کو مزید ترقیات عطا فرمائے۔

درستی نام

میرا اصل رجسٹرڈ نام نصیر بیگم ہے۔ مگر میری شادی کے موقع پر نکاح فارم میں میرا نام نصیر سعیدہ لکھا گیا ہے۔ میں نکاح فارم میں اپنا صحیح نام جو کہ نصیر بیگم ہے۔ درج کروانا چاہتی ہوں۔ لہذا میں بذریعہ اعلان ہذا مشتہر کرتی ہوں کہ آئندہ مجھے میرے اصل نام نصیر بیگم سے لکھا اور پکارا جائے۔

نصیر بیگم اہلیہ چوہدری نصیر احمد
ساکن چھور مغلیاں چک ۱۱ ضلع شیخوپورہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا

کردار کی بیماری وبائی صورت اختیار کر گئی ہے۔ ہمارے ارد گرد رشوت بے ضمیری اور لوٹ کھسوٹ کی شکل میں اس بیماری کے جراثیم موجود ہیں۔ (صدر غلام اسحٰق)

یہاں پاکستانی قومیت کی فکر کسی کو نہیں سب اپنی پارٹی اور حکومت کی فکر میں ہیں۔ (معراج خالد)

پاکستان تر نوالہ ثابت نہیں ہوگا۔ بھارت کسی خوش فہمی میں نہ رہے۔ (وسیم سجاد)

ارشاد احمد حقانی کہتے ہیں:

سابق صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی بنیاد پرستی اور نام نہاد اسلام پسندی نے اور کوئی نتیجہ پیدا کیا ہو یا نہ کیا ہو اس کا ایک نتیجہ یہ ضرور نکلا ہے کہ مذہب اور اہل مذہب کے حوالہ سے ایک انتہا پسندی قوم کے عمومی مزاج کا حصہ بن گئی ہے۔ جونہی کوئی شخص مذہب کے نام پر کام کرنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ ساتھ ہی اپنے مخالفین کے لئے انتہا پسندی کا رویہ اپنا لیتا ہے۔ اس کا ایک نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے معاشرہ میں مذہبی جنون نے ایک وبائی شکل اختیار کر لی ہے اور جس شخص کے مذہبی عقائد اور معمولات سے ذرا سا بھی اختلاف کیا جائے وہ مرنے مارنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ پریس کی آزادی بھی اسی انتہا پسندانہ رویہ کی وجہ سے خطرہ میں پڑ چکی ہے۔ جمہوری حکومت کے قیام کے بعد پریس کے کام میں سرکاری مداخلت تو بے انتہا کم ہو گئی ہے۔ لیکن بعض مذہبی گروہ اور تنظیمیں بات بات پر جبر اور کلاشن کوف کا ہتھیار استعمال کرنے کی عادی ہو گئی ہیں۔

تصحیح

روزنامہ الفضل کی اشاعت مورخہ ۵ مئی ۱۹۹۰ء میں انصار اللہ کے سال ۱۹۸۹ء میں علم انعامی لینے والی مجالس کی فہرست شائع ہوئی ہے۔ جس میں تیسرے نمبر پر آنے والی مجلس کا نام دار الفضل فیصل آباد شائع ہو گیا ہے۔ صحیح نام دار الذکر فیصل آباد ہے۔ احباب تصحیح فرمالیں۔

دھان کی پنیری ۲۰ مئی سے پہلے ہرگز کاشت نہ کریں

کراچی میں معیاری سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

الکریم جیولرز

بازار فیصل کریم آباد (چورنگی)
کراچی

پروپرائیٹرز
میاں عبداللطیف شاہکوٹی
اینڈ
سنز

فون: ــــ ۶۸۵۵۱۱

خبریں

ملکی خبریں

○ کراچی میں امن و امان کی خراب صورت حال، ڈکیتی، اغوا اور کراچی سٹاک ایکسچینج پر ڈاکوؤں کے حملہ کے خلاف کراچی کے ایوانِ تجارت و صنعت کی اپیل پر شہر کے تمام تجارتی وصنعتی مراکز شاپنگ سنٹرز مارکیٹیں احتجاجاً بند رہیں۔ خیال ظاہر کیا جارہا ہے کہ صرف اس ایک دن کی ہڑتال سے کروڑوں روپے کا نقصان ہوا ہے۔

○ جھنگ میں گولیوں کی خوفناک آوازوں سے شہریوں کی نیندیں حرام ہو چکی ہیں۔ شہر کے بعد جھنگ صدر بھی فسادات کی لپیٹ میں آگیا ہے نقاب پوشوں کی فائرنگ نے شہر بھر میں دہشت پھیلا دی ہے۔ ایک اور مکان جلا دیا گیا ہے۔ جلنے والے مکانوں کی تعداد بیس ہو گئی ہے۔ جھنگ کی انتظامیہ نے کمانڈوز، لیڈی پولیس اور ضلعی پولیس کے ہمراہ مختلف جگہوں پر چھاپے مار کر ۲۳۲ افراد کو گرفتار کر لیا ہے۔

○ سرگودھا کے علاقے میں مختلف مقامات پر چھاپے مار کر پولیس نے ایک ہزار سے زائد مشکوک افراد کو گرفتار کر لیا ہے۔

○ پنجاب کے وزیر زراعت نے کہا ہے کہ ان کی حکومت زرعی ٹیکس لگانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔

○ کراچی میں طالب علموں کی متحارب تنظیموں میں فائرنگ کے نتیجے میں ایک نوجوان ہلاک اور دو زخمی ہو گئے جبکہ ایک کو مخالف فریق نے اغوا کر لیا۔

○ ملتان میں ۱۴ مئی کا دن حالیہ موسم گرما کا گرم ترین دن تھا۔ اس روز ملتان میں درجہ حرارت ۴۶٫۸ سنٹی گریڈ (۱۱۶٫۲ فارن ہائیٹ) تھا۔

○ سرگودھا میں گردن توڑ بخار اور ملیریا سے ۲۰ سے زائد افراد ہلاک ہو گئے

غیر ملکی خبریں

○ اقوام متحدہ کے پاپولیشن فنڈ کی رپورٹ کے مطابق دنیا کی آبادی اس وقت پانچ ارب تیس کروڑ ہے۔ جس میں رواں عشرے میں ایک ارب مزید کا اضافہ متوقع ہے۔ اور آئندہ صدی میں یہ آبادی دوگنا ہو جائے گی۔

○ امرتسر میں سکھ لیڈر گورچرن سنگھ ٹوہرہ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا ان کی گاڑی کا ڈرائیور اور ایک ساتھی ہلاک ہو گئے۔ گورچرن سنگھ ٹوہرہ زخمی ہوئے ہیں تاہم ان کی جان بچ گئی۔

○ انسانی حقوق کی بین الاقوامی تنظیم ایمنسٹی انٹرنیشنل نے کہا ہے کہ دسمبر ۱۹۸۸ء میں نئی حکومت برسر اقتدار آنے کے بعد پاکستان میں انسانی حقوق کا ریکارڈ بہتر ہوا ہے لیکن انسانی حقوق کی مکمل خلاف ورزی رک نہیں جا سکی۔ سابقہ حکومت کی زیادتیوں کا ازالہ کرنے کے لئے مزید اقدامات کی ضرورت ہے۔ جیلوں میں بیڑیاں استعمال کی جاتی ہیں۔ مذہبی بنیادوں پر قید کرنے کا سلسلہ جاری ہے رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ مارشل لاء کے دور میں سزا پانے والے ابھی بھی جیلوں میں بند ہیں ان کے معاملات پر نظر ثانی ہونی چاہیئے

○ آل انڈیا ریڈیو نے بتایا ہے کہ پاکستان نے اپنی بہترین بریگیڈ چھمب میں جمع کر دی ہے۔ یہ اقدام ۱۰ مئی کی رات کیا گیا۔ آل انڈیا ریڈیو نے مزید کہا کہ پاکستانی فوج ٹینکوں اور دوسرے آلات حرب سے لیس ہے۔

سرزمین قادیان کا اوّلین
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت
۔ گوجرانوالہ فون ۴۸۴۴ ربوہ فون ۹۰۶
۔ ملتان فون ۳۱۰۲۶ ۔ قلعہ کالروالہ ۔ کراچی

پتہ